از جناب تنویر قیصر شاہد

عالم اسلام کے خلاف امریکہ کا اعلان جنگ

۱۹۸۷ء کے وسط میں سابق امریکی وزیر خارجہ اور عالمی شہرت یافتہ متعدد کتابوں کے یہودی مصنف و دانشور ہنری کسنجر نے عالم اسلام کے بارے میں ایک پیشگوئی کی۔

تب جنرل محمد ضیاء الحق بقید حیات تھے۔ سوویت یونین کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ اسے لخت لخت کرنے میں جہاں افغان مجاہدین کی قوت ایمانی اور افغان شہداء کے پاک خون نے اپنا ایک نمایاں اور زبردست کردار ادا کیا' وہاں اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ امریکیوں نے بھی اس میں اپنا ایک مخصوص حصہ ڈالا۔ افغان جہاد نے سوویت یونین کی قوت کو اس بری طرح سے منتشر کیا کہ اس کے بطن سے کئی ایک ممالک نے جنم لیا اور کئی ایک قوموں نے آٹھ دہائیوں کے طویل عرصے کے بعد آزادی کا سانس لیا۔ سوویت یونین کے ٹوٹنے میں اس کے اپنے بوجھ نے بھی ایک کردار ادا کیا۔ ایک زبردست دھماکے کے ساتھ یہ عظیم الجثہ "عمارت" زمین بوس ہوئی تو تب ہنری کسنجر نے ایک پیش گوئی کرتے ہوئے کہا: "جنگ عظیم دوم کے خاتمے کے ساتھ ہی سوویت روس کے ساتھ ہمارا "پھڈا" شروع ہو گیا تھا۔ سرد جنگ نے پھر اسی "پھڈے" سے جنم لیا۔ امریکہ نے ۱۹۵۰ء ہی میں فیصلہ کر لیا تھا کہ ہمیں سوویت روس کی یونین کو توڑنا ہے۔ امریکی "سی آئی اے" کو یہ مہم سونپی گئی۔ امریکہ کے کئی ایک نامور اور دلیر جاسوس اس مہم کی نذر ہوئے کہ روسی سیکرٹ سروس "کے جی بی" پوری طرح متحرک تھی۔ ۳۷ برس بعد امریکہ آخر کار روس کو توڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ایک صبر آزما اور اعصاب شکن مہم تھی مگر امریکہ بالآخر کامیابی سے ہمکنار ہوا۔" ہنری کسنجر نے آگے چل کر لکھا: "امریکہ نے عالمی سطح پر سوویت یونین کو توڑ کر ایک لاثانی فتح حاصل کی ہے مگر اسے یاد رکھنا چاہیے کہ ابھی اس کے امتحان کا وقت ختم نہیں ہوا ہے۔ اب دنیا کے میدان میں امریکہ کا سامنا عالم اسلام سے براہ راست ہونے والا ہے۔ میں واضح طور پر دیکھ رہا ہوں کہ ہلال و صلیب ایک بار پھر تاریخ کے جھروکے سے نکل کر آمنے سامنے ہونے والے ہیں۔"

دانش کے نقاب میں چھپی ہوئی ہنری کسنجر کی اس دھمکی آمیز پیشگوئی کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ایک اور امریکی دانشور نے ہنری کسنجر کی فکر کو مزید بڑھاوا دیا۔ اب کے اس میدان میں سیموئیل پی ہنٹنگٹن سامنے آتے ہیں جنہیں امریکہ کے تھنک ٹینکوں میں ممتاز مقام حاصل ہے۔ موصوف امریکہ کے نامور اور انتہائی گراں تعلیمی ادارے ہاورڈ یونیورسٹی کے استاد ہیں۔ امریکہ اور یورپ میں انہیں کس نظر سے دیکھا جاتا ہے' اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۹۷ء میں لندن سے شائع ہونے والے مشہور اخبار انڈی پینڈنٹ نے انہیں بیسویں صدی کا پیغمبر (Prophet) قرار دیا۔ گزشتہ سے پیوستہ سال ہنٹنگٹن صاحب نے ایک معرکہ آرا کتاب لکھی جس کا چہار دانگ عالم میں شہرہ ہوا۔ اس کتاب کا نام ہے Clash of Civilisations اسی تصنیف میں ہنٹنگٹن نے ہنری کسنجر کی فکر کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھا: "وہ گھڑی کل آجائے یا پرسوں مگر وہ آکر رہے گی جب عالم اسلام اور عالم عیسائیت باہم برسرپیکار ہونے والے ہیں۔ یہ دو قوموں کا تصادم نہیں بلکہ دو نظریوں اور دو تہذیبوں کا تصادم ہوگا اور یہ تصادم صلاح الدین ایوبی کے دور کی ہلال و صلیب کی جنگوں سے قطعی مختلف اور کہیں زیادہ مہلک اور خوفناک ہوگا۔" لندن سے شائع ہونے والے سامراج نواز ہفت روزہ جریدے "اکانومسٹ" کی ایک اشاعت بعنوان "۱۹۹۵ء کی دنیا" میں معاون ایڈیٹر برائن بیڈھم نے بھی اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ اکیسویں صدی میں مغرب اور امریکہ اسلام کے زبردست حریف ہوں گے۔ برائن بیڈھم نے یہ بھی لکھا ہے کہ آئندہ صدی میں وقوع پذیر ہونے والی اسلام اور مغرب کشمکش میں چین اسلامی قوتوں کے ساتھ شامل ہو جائے گا۔ انہی خدشات کے پیش نظر ہنٹنگٹن نے اپنی معرکہ آرا کتاب "تہذیبوں کا تصادم" میں اہل مغرب اور امریکہ کو خبردار کرتے ہوئے لکھا کہ .... "لہٰذا مغربی اور امریکی قوتوں کو اسلام قوتوں کو زیر کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی غالب معاشی اور فوجی طاقت کو بدستور قائم رکھیں اور اس میں ہمہ دم اضافہ کرتے رہیں۔"

عالم اسلام کے تعلیم یافتہ طبقے میں جہاد سے بڑھتی ہوئی رغبت اور دین اسلام کی مبادیات سے بڑھتا ہوا عشق امریکیوں کے لیے بطور خاص تشویش کا باعث ہے۔ ہنری کسنجر اور ہنٹنگٹن ایسے دانشور اپنی پیشین گوئیوں کا خام مواد یہیں سے لائے ہیں۔ آگے بڑھنے سے پہلے ہمیں یہ حقیقت ازبر کر لینی چاہیے اور اسے دل و دماغ میں بخوبی بٹھا لینا چاہیے کہ امریکہ کے نامور تجزیہ نگاروں' دانشوروں اور تھنک ٹینکوں کو امریکی سرکار کی سرپرستی ہمیشہ حاصل رہی ہے۔ اگر کسی کو اس میں کوئی شک اور شبہ ہو تو اسے ایک اور امریکی فلسفی و تجزیہ نگار نوم چامسکی کی نصف درجن سے زائد تصانیف کی ورق گردانی کر لینی چاہیے جن میں اس جری اور درویش صفت عالم نے ببانگ دہل امریکی سازشوں اور منافقتوں کو بے نقاب کیا ہے۔ نوم چامسکی کی ان تحریروں کے باعث امریکی یہودیوں نے اس پر نیویارک ٹائمز' واشنگٹن پوسٹ اور وال اسٹریٹ جرنل ایسے بڑے اور معروف اخباروں کے دروازے گزشتہ تیس برس سے بند کر رکھے ہیں۔ چنانچہ اس حقیقت کی روشنی میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ امریکی دانشوروں' فلسفیوں اور تھنک ٹینکوں کے طے کردہ اصولوں' وضع کردہ نظریات اور متعینہ راستوں کو حکومت امریکہ اپنے لیے لائحہ عمل اور اپنی سرکاری پالیسیوں کا حصہ بناتی ہے۔ کسنجر اور پروفیسر ہنٹنگٹن نے جو باتیں کتابوں میں لکھی تھیں اب امریکہ ان پر عمل کرتے ہوئے عالم اسلام سے دو دو ہاتھ کرنے پر اتر آیا ہے۔

(بشکریہ تکبیر' کراچی)